www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی
گورنمنٹ ڈگری کالج فیصل آباد

قسط ۳ (آخری)

مسئلہ قربانی

(قرآنِ کریم کی روشنی میں)

لفظ "ہدی" اور پرویز صاحب :

لفظ "ہدی" کے متعلق پرویز صاحب ایک مقام پر فرماتے ہیں :

"ہدی جمع ہے هَدِيَّةٌ کی، جس کے معنیٰ ہیں تحفہ۔ خود قرآن میں ہے بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۔ (۲۷/۳۶)۔ اس لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہدی صرف قربانی کے جانور ہی ہوں۔"

(قرآنی فیصلے ج ۱ صـ ۱۰۸)

اس چھوٹے سے اقتباس میں "منکرِ قرآن" صاحب نے تین لغزشوں کا ارتکاب کیا ہے۔

۱۔ هَدْی جمع ہے۔

۲۔ هَدِيَّةٌ، جس کا معنیٰ تحفہ ہوتا ہے، اس کی ہی جمع ہدی ہے۔

۳۔ ضروری نہیں کہ ہدی صرف قربانی ہی کے جانور ہوں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پہلی لغزش :

پرویز صاحب کی پہلی لغزش یہ ہے کہ انہوں نے "هَدْیٌ" کو جمع قرار دیا۔ افسوس ہے کہ جو شخص اٹھتے بیٹھتے اپنے آپ کو قرآنی تحقیق میں عمر کھپا دینے والا محقق ظاہر کرتا رہا، اس نے "ھدی" کے واحد یا جمع ہونے کا فیصلہ قرآنی اساس پر نہیں کیا، بلکہ کسی کتاب لغت میں ایسا دیکھا اور مکھی پر مکھی مارتے ہوئے "ھدی" کو جمع قرار دے دیا، حالانکہ کتاب اللہ نے اسے جمع نہیں بلکہ واحد قرار دیا ہے۔ قرآنی آیات اس پر شاہد ہیں:

۱ "حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۔"

"یہاں تک کہ حرم میں کی جانے والی قربانی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے۔"

۲ "هَدْيًا ۢ بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ۔۔۔!"

"ہدی کعبہ کو پہنچنے والی۔۔۔۔!"

۳ "وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۔۔۔!"

"ہدی کو روکا کہ وہ اپنے محل پر نہ پہنچ پائے۔"

ان آیات میں "يَبْلُغَ" — "بَالِغَ" — "مَعْكُوْفًا" — اور — "مَحِلَّهٗ" میں ضمیر مضاف الیہ۔ یہ سب واحد کے صیغے ہیں، جو "هَدْی" کے واحد ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر "هَدْی" جمع ہوتی تو "يَبْلُغَ" کی بجائے "تَبْلُغَ" — "بَالِغَ" کی بجائے "بَالِغَةً" — "مَعْكُوْفًا" کی بجائے "مَعْكُوْفَةً" — اور — "مَحِلَّهٗ" کی بجائے "مَحِلَّهَا" کے الفاظ ہوتے، لہٰذا پرویز صاحب کا "هَدْیٌ" کو محض کسی کتاب لغت کی بناء پر جمع قرار دینا اسی تقلیدی روش اور "اندھے کی لاٹھی" کا سہارا لینے کا نتیجہ ہے جس کی تردید میں وہ فخر محسوس کیا کرتے تھے۔

دوسری لغزش :

پرویز صاحب کی دوسری لغزش یہ ہے کہ "هَدِيَّةٌ" کی جمع "هَدْیٌ" کو سمجھتے ہیں۔ "هَدِيَّةٌ" کی جمع قرآنِ پاک میں استعمال نہیں ہوئی، لہٰذا اس کے لیے کتبِ لغت کی طرف رجوع ناگزیر ہے۔ اور کتبِ لغت میں "هَدِيَّةٌ" کی جمع تین طرح وارد ہوئی ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

هَدَايَا - هَدَاوِىُّ - هَدَاوٍ -

پھر پرویز صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر "هَدْىٌ" "هَدِيَّةٌ" کی جمع ہوتی تو اس کی "یا" "مشدّد" ہوتی یعنی وہ "هَدْىٌ" کی بجائے "هَدِىٌّ" ہوتی۔ لیکن قرآنِ کریم میں یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے، بغیر "کسرۂ دال" اور بغیر "یائے مشدّد" کے آیا ہے۔ ہر جگہ سکونِ "دال" اور تخفیفِ "یاء" کے ساتھ "هَدْىٌ" ہی آیا ہے۔ اس لیے "هَدِيَّةٌ" اور "هَدْىٌ" کو محض مشابہت کی بناء پر واحد جمع کے رشتے میں منسلک کرنا نری کوتاہ نظری اور جہالت ہے۔ ہاں البتہ "هَدْىٌ" کا ترجمہ، اسمِ جنس کے طور پر جمع کی صورت میں بھی ممکن ہے، اہلِ علم نے بھی اسے اس طرح استعمال کیا ہے۔ مگر بجائے خود لفظ "هَدْىٌ"، کتاب اللہ کی روشنی میں جمع نہیں بلکہ واحد ہی ہے۔

تیسری لغزش :

پرویز صاحب کی تیسری لغزش یہ ہے کہ اُن کے نزدیک —— "یہ ضروری نہیں کہ "هَدْىٌ" صرف قربانی کے جانور ہی ہوں" —— حالانکہ "هَدْىٌ" کا اطلاق لُغۃً، عُرفاً اور شرعاً ہوتا ہی اُن قربانی کے جانوروں پر ہے جو حرم میں ذبح کیے جائیں — اس پر پہلے تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ خود پرویز صاحب کی لغات القرآن میں بھی "هَدى" سے مراد "بیت اللہ پر ذبح ہونے والے قربانی کے جانور" لیے گئے ہیں، یہی معانی دورِ نزولِ قرآن میں متداول تھے، ہم موصوف کا یہ اقتباس، تکرار کی کوفت کے باوجود دوبارہ ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں :

> "هَدْىٌ اور هَدِىٌّ اُس جانور کو کہتے تھے جو حج کے موقعہ پر بیت اللہ میں ذبح کرنے کے لیے لے جاتے تھے۔"
>
> (لغات القرآن صفحہ ۱۵۶)

اس کے بعد بھی یہی رٹ لگائے جانا، کہ "ضروری نہیں کہ ہدی صرف قربانی کے جانور ہی ہوں" ایک بیجا ہٹ دھرمی ہے، جس کی پشت پر تحقیقِ حق کا کوئی مخلصانہ جذبہ نہیں، بلکہ مخالفتِ قربانی کا معاندانہ جذبہ کام کر رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قربانی پر پرویز صاحب کی تیسری شرط اور اس کا جائزہ :

قربانی کو پرویز صاحب نے جس تیسری شرط کے ساتھ مشروط کیا ہے، وہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے :

"قرآن کریم نے بالتصریح کہا ہے کہ اس سے مقصد یہ ہے کہ ان کا گوشت تم خود بھی کھاؤ اور وہاں کے محتاجوں کو بھی کھلاؤ ، لہٰذا صرف اتنے اونٹ ذبح کئے جائیں گے جن کا گوشت کھانے کے کام آ سکے، بنا بریں جس طرح آج کل حج کی تقریب پر لاکھوں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں ذبح کر کے زمین میں دبا دی جاتی ہیں اور تمام دنیا میں عید الاضحٰی کی تقریب پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں، قرآن کریم سے اس کی تائید کسی طرح بھی نہیں ہوتی ۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ صفحہ ۲۵)

پرویز صاحب کی اس شرط کا جائزہ ہم کئی پہلوؤں سے لے رہے ہیں ۔

(الف) ـــــ سب سے پہلی بات تو یہ غور طلب ہے کہ انہوں نے حج کے عالمگیر اجتماع میں قربانیوں کا مقصد محض "ضیافت خوری" قرار دیا ہے ۔ چنانچہ ان کی ساری گفتگو کا مرکزی نقطہ یہی قرار پاتا ہے کہ جب "اجتماعِ حج" ایک "گوشت خوری" کی پارٹی ہے تو اس پارٹی میں اتنے ہی جانور ذبح کئے جانے چاہئیں جو افرادِ اجتماع کے پیٹ بھرنے کے لیے کافی ہوں ۔ انہوں نے اپنے اس نقطۂ نظر کی کئی جگہ وضاحت کی ہے :

"نمایندگانِ[۱] ملتِ اسلامیہ کے عالمگیر اجتماع میں ہدی کی قربانی اس لیے ہے کہ وہاں وہ لوگ ایک دوسرے کی دعوت کریں ۔"

(قرآنی فیصلے ج ۱ صفحہ ۱۳۸)

ایک مقام پر "مشعر الحرام" کی تشریح کرتے ہوئے جناب پرویز صاحب رقمطراز ہیں :

"مشعر کے معنٰی ہیں وہ مقام جہاں عقل و شعور کی رو سے معاملات پر بحث و

ــــــــــــــ

[۱] یہ عامۃ المسلمین کا اجتماع ہے یا ان کے نمایندگان کا ؟ ـــــ اس پر بحث پھر کسی موقع پر ہو گی ۔ ان شاء اللہ !

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تمحیص کی جائے۔ اور چونکہ ان معاملات کا تعلق نظامِ خداوندی سے ہو گا اس لیے اسے حرام یعنی واجب الاحترام بھی قرار دیا۔ یہاں یہ نمایندگان حسبِ ضرورت دو یا تین دن قیام کریں گے، اس پروگرام کی عملی جزئیات اور ان کے سلسلہ میں باہمی تعاون و تناصر کے سلسلے میں بحث و تمحیص بھی ہو گی اور ایک دوسرے کی ضیافتیں بھی ــــ آج دوپہر کا کھانا نمایندگان پاکستان کی طرف سے، رات کا کھانا اہلِ افغانستان کی طرف سے (وقس علیٰ ذالک) ان ضیافتوں کے لیے وہ جانور ذبح ہوں گے جنہیں یہ لوگ اسی مقصد کے لیے ساتھ لائے تھے یا جو دوسرے لوگوں نے تحفۃً بھیجے تھے ــــ!" (تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۲۴۱)

قربانی کی حیثیت کے بارے میں ہمارے اور جناب پرویز صاحب کے نقطۂ نظر میں یہ بنیادی اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک حج کا اجتماع، "گوشت خوری" کی ایک "بین الاقوامی پکنک پارٹی" ہے۔ جبکہ ہمارے نزدیک یہ اجتماع، سراسر ایک تعبدی امر ہے جس میں دنیا بھر کے مسلمان بیت اللہ کا قصد کر کے آتے ہیں ــــ اور یہی بات قرآنِ کریم نے بھی بیان فرمائی ہے:

"وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا" (آلِ عمران: ۹۷)

"اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے!"

نیز فرمایا:

"وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ" (الحج: ۲۹)

"اور چاہیے کہ وہ اس قدیم گھر (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں"

پھر مشرکین کے برعکس، جو غیر اللہ کے استھانوں پر جانوروں کی قربانی دیتے ہیں، اہلِ ایمان کو یہ حکم ہے کہ وہ آستانۂ خداوندی آکر ان جانوروں کی قربانی دیں جو کسی غیر اللہ کی نہیں بلکہ خود خدا کی پیدا کردہ مخلوق ہیں ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ " (الحج : ٣٤)

اور جب یہ قربانی دے لیں تو پھر اس میں سے وہ خود بھی کھائیں اور تنگدست فقراء کو بھی کھلائیں ——— الغرض، قربانیوں کا اصل مقصد، رضائے الٰہی کی طلب میں خدا کی عطا کردہ حیوانی دولت کو اسی کے نام پر ذبح کرنا ہے۔ کھلانا اور کھانا وہ اولین مقصد نہیں ہے جس کے لیے یہ قربانی لازم کی گئی ہے، جیسا کہ پرویز صاحب نے سمجھا ہے۔ پس جب قربانی و حج کی یہ حیثیت واضح ہو گئی کہ یہ کوئی " اکلِ لحم " کا بین الاقوامی " جشنِ ضیافت " نہیں ہے جس میں شرکت کے لیے چار دانگِ عالم سے " گوشت خوروں " کی ٹولیاں سوئے حرم آ رہی ہیں، بلکہ یہ زائرینِ بیت اللہ کا وہ اجتماع ہے جس میں بیت اللہ کا قصد کرنا، سوئے حرم روانہ ہونا، مناسکِ حج کو ادا کرنا اور قربانیاں کرنا بجائے خود عبادت ہے۔ جس کا مقصد حصولِ رضائے الٰہی اور تقربِ خداوندی ہے۔ جب حج اور قربانی کا اصل مقصود یہ قرار پایا تو اس بات کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی کہ اس سے کس کس کا پیٹ بھرا؟ بلکہ پیٹ بھرا بھی یا کہ نہیں ؟ ——— یہاں (بیت اللہ میں) آنے کا مقصد ذبیحوں کے ذریعہ اور دیگر مناسکِ حج کی ادائیگی کے ذریعہ رضائے الٰہی اور تقربِ خداوندی کا حصول ہے، لہٰذا یہاں اصل اور بنیادی حیثیت اس بات کو حاصل نہیں ہے کہ کتنے لوگوں کے کام و دہن کی لذت کا سامان فراہم کیا گیا ؟ بلکہ اس بات کو حاصل ہے کہ طلبِ رضاء الٰہی میں کتنی قربانیاں دی گئیں اور کس خلوص و للّٰہیت سے دی گئیں ؟

(ب) ——— حج میں ہر شخص قربانی کرتا ہے۔ عام حالات میں اگر ہر شخص ایک ایک قربانی بھی کرے تو بھی گوشت اس قدر ہو جاتا ہے کہ شکم سیری کے بعد بھی بچ جاتا ہے۔ اس بچے ہوئے گوشت کو دیکھ کر خدا کے حکم میں ترمیم کرتے ہوئے بعض لوگوں پر سے اس قربانی کو ساقط نہیں کیا جا سکتا، جسے خدا تعالیٰ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے، اور جسے توحید فی العبادت اور توحید فی الاعتقاد کا سبب قرار دیا ہے۔ لوگوں کے پیٹوں میں یہ گوشت جائے یا نہ جائے خدا کے بندوں کو اس جذبۂ تشکر کے اظہار سے روکا نہیں جا سکتا جو خدا کی بخشی ہوئی حیوانی دولت کو، اُسی کے نام پر ذبح کرنے کے لیے، انہیں تہ دل سے شوق و رغبت دلاتا ہے۔ قربانی کے گوشت کو شکم سیری کی روشنی میں، معاشی ترازو میں تول کر نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ اعتقاد و عبادت کے اس ترازو میں وزن کر کے دیکھا جائیگا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جو توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ عبودیت کا سبب و ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ مجید نے قربانی اور توحید کو مقرون و متحد کر کے پیش کیا ہے:

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا" (الحج: ۳۴)

"ہم نے ہر قوم کے لیے قربانی (یا طریقِ عبادت و قربانی) کا ایک طور طریقہ ٹھہرایا تاکہ وہ ان چوپایوں پر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو اس نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔ سو تمہارا اِلٰہ وہی ایک اِلٰہ ہے، سو تم اسی کے سامنے جھکو[1]۔"

(ج) ——— عین حج کے موقعہ پر حرمِ پاک میں روئے زمین سے آنے والے حاجیوں کا مشغولِ عبادت ہونا اور ان ہی دنوں میں خارج از حرم پوری امت کا نسک و نحر کے ذریعہ ان کا شریکِ حال ہونا، ان میں ایک ہی دین و ملت اور ایک ہی تہذیب و ثقافت کے علمبردار ہونے کا وہ جذبہ و احساس پیدا کرتا ہے، جس کے مقابلے میں ہر مادی نقصان ہیچ ہے، صرف اسلام ہی نہیں، ہر قوم کے قومی تہوار، افرادِ قوم میں وحدت کا وہ شعور پیدا کرتے ہیں جو ان کے قومی تشخص کو اجاگر کرتا بلکہ نشو و نما دیتا رہتا ہے۔ اس قیمتی شعور و احساس کو معاشی اخراجات کے گز سے نہیں ناپا جا سکتا۔ آج مسیحیت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے مسیحی افراد وطنی، لونی، لسانی، نسلی اور معاشی طور پر کئی ایک طبقوں اور حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ شاید ان کے درمیان (مسیحیت کے نام کے علاوہ) کوئی قدرِ مشترک عملاً باقی نہیں ہے، ماسوا اس تہوار کے جو وہ کرسمس کے نام پر مناتے ہیں۔ سال بھر کے بعد، یہ تہوار اگر روئے زمین پر پھیلے ہوئے تمام عیسائیوں میں ایک مذہب و ملت کے افراد ہونے کا احساس پیدا کر دیتا ہے تو ان کے ہاں یہ احساس ایسی نعمتِ گرانمایہ ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں اس پر اٹھنے والے مصارف کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اگر آپ کسی مسیحی سے یہ کہیں کہ ——— "جناب آپ اس تہوار

[1] ترجمہ از غلام احمد پرویز۔ معارف القرآن ج ۱ ص ۱۶۱

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پر جس قدر رقم خرچ کرتے ہیں اسے آپ رفاہِ عامہ کے کام میں صرف کر کے اپنی قوم کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں، لہٰذا اس تہوار کو منانا چھوڑ دیں" ——— تو وہ آپ کی معاشی میزان میں تلی ہوئی اس نصیحت کو آپ کے منہ پر دے مارے گا۔ ہندوؤں سے زیادہ زر پرست اور روپے پیسے پر جان دینے والی قوم کونسی ہو سکتی ہے؟ یہ لوگ بھی اپنے تہواروں پر اٹھنے والی رقوم کو اقتصادیات کے ترازو میں تولنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں، کیونکہ یہ تہوار ان میں یکجہتی کا احساس اور وحدت کا شعور پیدا کرتے ہیں، لیکن ہمارے مہربان یہ وعظ فرماتے نہیں تھکتے کہ :

"ہر سال جتنے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اگر ان کی قیمت حکومت کے حوالہ کر دی جائے تو سینکڑوں رفاہِ عامہ کے کام ہو سکتے ہیں۔"

(د) ——— قربانی کو ایمان و اعتقاد اور عبادت و اطاعتِ ایزدی کے ترازو میں تولنے کی بجائے اقتصادیات کے ترازو میں وزن کرنے کی روش فی الواقعہ مادیت پر ایمان کا کرشمہ ہے۔ مادہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ذہن قربانی کو قومی دولت کا "ضیاع" نہ سمجھیں تو کیا سمجھیں؟ مادیت کی یہ عینک جس کی بھی آنکھوں پر چڑھی ہے اس نے تمام اسلامی احکام و ہدایات کو اسی رنگ میں دیکھا ہے۔ انہیں صرف قربانی پر ہی اعتراض نہیں اسلام کی ہر روایت اور دین کی ہر عبادت پر اعتراض ہے۔ انہیں جس طرح قربانی کی صورت میں معاشی نقصان نظر آتا ہے اسی طرح نماز کی صورت میں بھی معاشی مضرت نظر آتی ہے۔ ان کے نقطہ نظر سے روزانہ کی پانچ نمازوں پر اگر اڑھائی گھنٹے بھی صرف ہوں تو بارہ کروڑ کی آبادی روزانہ تیس کروڑ گھنٹے "ضائع" کر دیتی ہے ——— پھر سال بھر میں جو وقت نماز پڑھنے والے "ضائع" کرتے ہیں اس کا حساب خود لگا لیجئے! ——— اسی معاشی منطق سے سوویٹ روس نے اشتراکی انقلاب کے بعد تاخت و تاراج ہونے والے علاقوں کے مسلمانوں کو نماز کے معاشی نقصانات سمجھائے تھے۔ یہ وہی ذہنیت ہے جس کے تحت مصطفےٰ کمال نے ترکی میں پچیس سال تک حج کرنے پر پابندی لگائے رکھی، کیونکہ حجاجِ کرام کے حج کرنے کی صورت میں زرِ مبادلہ کا نقصان ہوتا تھا ——— اور یہی وہ ذہنیت تھی جس کے تحت حبیب بورقیبہ نے روزوں کی مخالفت کی ——— درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو :

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"The influence of Islam in the modern world has weakened to such an alarming extent that the President of Tunisia Habib Bourguiba, in a nation-wide speech, delivered over the radio on Febrary 18,1960, dared publically to attack on the fasting of Ramazan, blaming it for hindering Tunisia's economic development "Fasting may be intended to purify the spirit by enfeebling the body, what I need are strong bodies to the western standard of living." President Bourguiba argued that the struggle for economic development excuses workers from the Ramazan fasting. He then bitterly denounced the Rector of Zaitonia University for refusing to consider the economic growth of Tunisia more important than the Ramazan."
(Islam Versus West By Maryam Jameela.P.42)

"دورِ جدید میں اسلام کا اثر و رسوخ، اس قدر چونکا دینے کی حد تک کمزور پڑ گیا ہے کہ تیونس کے صدر حبیب بورقیبہ نے اپنی ایک قومی سطح کی تقریر میں، جو ۱۸ فروری ۱۹۶۰ء کو ریڈیو پر نشر کی گئی تھی، رمضان کے روزوں پر کھلم کھلا حملہ کرنے کی جراٴت کی۔ اس نے ماہِ رمضان پر یہ الزام لگایا کہ روزے تیونس کی اقتصادی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں ـــــ اس نے کہا ـــــ "ہو سکتا ہے کہ روزوں کا مقصد، جسم کو کمزور بنا کر روح کو خالص اور طاقتور بنانا ہو، مگر مجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ ایسے مضبوط اور قوی جسم ہیں جو اس ملک میں انقلاب برپا کر سکیں اور ہمارے معیارِ زندگی کو مغرب کی سطح تک بلند کر سکیں" ـــــ صدر حبیب بورقیبہ نے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ اقتصادی ترقی کی جدوجہد، کارکنوں کو رمضان کے روزوں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے سبکدوش کر دیتی ہے، اس کے بعد اس نے زیتونیہ یونیورسٹی کے سربراہ کو اپنی شدید لعنت ملامت کا نشانہ بنایا، کیونکہ اس نے رمضان کی نسبت تیونس کی معاشی ترقی کو زیادہ اہمیت دینے سے انکار کر دیا تھا۔"

(اسلام بمقابلہ مغرب (انگریزی)، از مریم جمیلہ ص ۴۲)

یہ ہے وہ مادہ پرستانہ ذہنیت، جس کے تحت قربانی کی مخالفت کی جا رہی ہے۔

اس ذہنیت کا یہ کرشمہ ہے کہ وہ دینِ اسلام کے ایک ایک حکم کو اقتصادی مصالح کے ترازو میں تولتی ہے، اور جو فرمانِ خداوندی اس میزان میں پورا نہیں اترتا، یہ ذہنیت اسے کالعدم قرار دینے کے لیے راہیں تلاش کرتی ہے۔ اگر قربانی کی مخالفت میں اس مادہ پرستانہ ذہنیت کو اختیار کر لیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آج قربانی کا انکار کیا تو کل نماز کا انکار ہوگا ـــــ پرسوں روزوں کی باری آئے گی، اس کے بعد حج سے ہاتھ دھونے پڑیں گے، الغرض پوری اسلامی تہذیب، اقتصادی مصلحتوں کے خراد پر چڑھ جائے گی اور بالآخر چھل چھلا کر وہ ایسی شکل اختیار کرے گی کہ ماسوائے اسلام کے اسم کے کوئی دینی چیز باقی نہ رہے گی اور بالآخر اسمِ اسلام بھی مٹ جائے گا ـــــ لیکن یہ ان لوگوں کی بھول ہے:

ـــــ "وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ !"

آج کے اس دورِ انحطاط میں، اگر ہم اعمالِ صالحہ کی روح سے محروم ہیں تو کم از کم یہ اعمال کے قالب تو موجود ہی ہیں اور غنیمت بھی! ـــــ بقولِ اقبال ؎

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے — وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج ! — یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

مگر "منکرینِ قربانی" جس ذہنیت کی آڑ میں یہ کھیل کھیلنا چاہتے ہیں، اس سے ان کا مقصود ان اعمال کی روح ہی نہیں ان کا وجود بھی مٹا دینے کا ہے ـــــ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ!

(س) ـــــ رہا پرویز صاحب کا یہ فرمان کہ ـــــ "جس طرح آج کل حج کی تقریب پر لاکھوں کی تعداد میں بھیڑ بکریاں ذبح کر کے زمین میں دبا دی جاتی ہیں ......!" تو یہ بھی ان کی لاعلمی تھی۔ آج ہر شخص حج پر جا کر خود دیکھ سکتا ہے کہ پرویز صاحب کے اس بیان میں صداقت و حقیقت کا کتنا عنصر پایا جاتا ہے۔ تضیعِ لحم کے بارے میں وہاں سے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سے یہ بات ہے ہی نہیں جو "منکرِ قرآن" صاحب نے بیان کی ہے۔ ممکن ہے ماضی میں کبھی ایسا ہوا ہو، مگر اب تو دورِ حاضر کے جدید ترین وسائلِ نقل و حمل نے اس گوشت کو آن کی آن میں دنیا بھر کے مستحقین تک پہنچانے کا بندوبست کر ڈالا ہے۔ گزشتہ سال جو لوگ حج سے فارغ ہو کر آئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حجاج کرام کی ضروریات سے فاضل گوشت کو فضائی سروس کے ذریعہ افغان مہاجرین تک پہنچا دیا گیا تھا ۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض قربانی کا گوشت وہاں واقعی ضائع ہی ہو رہا ہو، تب بھی ایک مسلمان کے لیے ——— بشرطیکہ وہ حقیقتاً مسلمان ہو ——— یہ کہاں جائز ہے کہ وہ اس بات کو "قربانی" کے عدمِ جواز کا بہانہ بنا ڈالے جس کو اللہ تعالیٰ نے "شعائر اللہ" قرار دیا ہے، جس کے متعلق قرآنِ مجید نے "لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ"[1] کہا ہے اور جس کے کر ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے !

قربانی پر ایک اور اعتراض اور اس کا جائزہ :

"قربانی" پر، پرویز صاحب نے اپنے اس اعتراض کو مختلف انداز میں بہت تکرار کے ساتھ دہرایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

> ——— قرآنِ کریم نے قربانیوں اور ذبیحوں کو کہیں بھی عید الاضحیٰ کے ساتھ متعلق نہیں کیا ہے، پھر آپ ہر گلی کوچے میں عید الاضحیٰ کے موقعہ پر یہ قربانیاں کیوں کرتے ہیں ؟
>
> (خلاصہ عبارت قرآنی فیصلے و تفسیر مطالب الفرقان)

اس اعتراض کا جواب تو بہت تفصیل سے دیا جا چکا ہے، مگر یہاں پرویز صاحب کے مزاج کا ایک اور رنگ ملاحظہ فرمایئے اور یہ بھی دیکھئے کہ قربانی کی مخالفت کا جذبہ، ان کے حواس و مشاعر پر کس قدر غلبہ پا چکا ہے ؟ ورنہ وہ قرآنی نقطۂ نظر سے "قربانی" کو "عید الاضحیٰ" کے ساتھ وابستہ کرنے میں ہم پر کیا اعتراض کرتے، بلکہ خود ہمارے اس اعتراض کی زد میں آجاتے کہ "آپ 'عید الاضحیٰ' کے وجود کو تسلیم کر کے "اضحیٰ" کا انکار کیسے کرتے ہیں ؟"

---

[1] الحج : ۳۶

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غور فرمائیے! پرویز صاحب "قربانی" کے تو قائل نہیں ہیں۔ مگر نفسِ "عید الاضحیٰ" کے قائل ہیں۔ جب وہ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ـــ "آپ قربانی کو عید الاضحیٰ کے ساتھ مقرون کیوں کرتے ہیں؟" ـــ تو ان کو "عید الاضحیٰ" کے وجود پر تو کوئی اعتراض نہیں ہوتا، مگر "اضحیٰ" پر وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسے "قربانی کی عید" کے ساتھ وابستہ کیوں کیا جاتا ہے؟ حالانکہ قرآنِ کریم میں نہ تو عید الاضحیٰ ہی کا وجود ہے اور نہ ہی عید الفطر کا (ملاحظہ ہو قرآنی فیصلے ج ا ص ۸۵ اور ص ۱۵۸)۔ اور نہ ہی نفسِ "عید الاضحیٰ" کا وہ انکار کرتے ہیں (حالانکہ ان میں سے کسی کا وجود قرآنِ کریم سے ثابت نہیں ہے) مگر وہ عیدین کے وجود کو تسلیم کر کے ان کے ساتھ وابستہ ایک عمل (قربانی) کا انکار کرتے ہیں جبکہ دوسرے عمل (صدقۃ الفطر) کا اقرار فرماتے ہیں ـــ آخر اس ثنویت کی کیا قرآنی دلیل ہے؟

فکرِ پرویز سے وابستہ افراد سے ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ قرآن کی بنیاد پر قربانی کا انکار کرتے ہیں تو "قربانی" سے پہلے "عید الاضحیٰ" کا انکار کیجئے، اسی طرح عید الفطر اور صدقۃ الفطر کا انکار کیجئے۔ کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی از روئے قرآن ثابت نہیں ہے، لیکن اگر آپ ان کو تو مولود کے کان میں اذان دیتے، عقیقہ کرتے، ختنہ کرتے اور میت کو غسل دیتے اور کفن پہناتے وغیرہ جیسے اعمال کی طرح "معاشرتی امور" قرار دے کر برقرار رکھتے ہیں (جیسا کہ قرآنی فیصلے ج اول ص ۲۱۹ پر لکھا گیا ہے، حالانکہ ان میں سے کسی چیز کا وجود بھی قرآن سے ثابت نہیں ہے) تو اسی طرح "قربانی" کو بھی ایسا "معاشرتی امر" قرار دیکر برقرار رکھا جا سکتا ہے، جسے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت میں جاری فرمایا تھا ـــ اور باوجود اس کے کہ اس عمل کا اجراء دورِ نزولِ قرآن میں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے کہیں اس کی تردید نہیں فرمائی!

قربانی کی مخالفت میں مسخِ قرآن کی مثال:

قربانی کے خلاف "مفکرِ قرآن" کا جو ذہن بن چکا تھا، اس نے قرآنِ کریم کے "ذبیحِ اسماعیلؑ" کے واقعہ کو بھی بری طرح مسخ کر ڈالا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ "لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"[1] کی بہترین تصویر پیش کرتا ہے۔ اس

[1] آلِ عمران: ۹۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

واقعہ کا جس طرح حلیہ بگاڑا گیا ہے اسے ہم پرویز صاحب ہی کے الفاظ میں پیش کر رہے ہیں: تاہم نیچے حاشیہ میں جو کچھ ہم نے رقم کیا ہے اسے بھی ساتھ ساتھ ملاحظہ فرماتے جائیے:

"حضرت ابراہیم کے ہاں کبر سنی میں ایک لڑکا (حضرت اسماعیل) پیدا ہوا۔ فلما بلغ معه السعي (۳۷/۱۰۲)۔ جب وہ لڑکا باپ کے ساتھ کام کاج (بھاگنے دوڑنے) کے قابل ہوا تو آپ نے اپنے ایک خواب کی رو سے[1] سمجھا کہ خدا نے حکم دیا کہ اس بیٹے کو (اللہ کی راہ میں) قربان کر دیا جائے۔ آپ نے بیٹے سے کہا کہ یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تری (۳۷/۱۰۲) "اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، کہو تمہارا کیا خیال ہے۔" بچے نے جواب میں عرض کیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (۳۷/۱۰۲)۔ ابا جان! جس بات کا اشارہ[2] آپ کو ملا ہے آپ (اُسے اگر حکم خداوندی سمجھتے[3] ہیں تو) بلا تامل کر گزریئے، انشاء اللہ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔" باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ چھری ہاتھ میں لی۔ فلما اسلما وتله للجبین۔ (۳۷/۱۰۳) ونادیناه ہم نے اسے آواز دی اور کہا یا ابراهیم اے ابراہیم (۳۷/۱۰۴) قد صدقت الرؤیا۔ انا کذلك نجزی المحسنین۔ ان هذا لهو البلاء المبین (۳۷/۱۰۵-۱۰۶)۔ تو نے اپنے بیٹے کو سچ مچ ذبح کرنے کے لیے

---

[1] "آپ نے خواب کی رو سے سمجھا" — گویا یہ کوئی قطعی حکم نہیں تھا جس کو آپؑ نے خواب کے ذریعہ جان لیا بلکہ آپؑ نے ایسا از خود سمجھ لیا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

[2] "اشارہ"۔ نہ کہ قطعی حکم۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ!

[3] "آپ اسے حکم خداوندی سمجھتے ہیں تو ....." گویا خدا خود کہہ رہا ہے کہ یہ میرا حکم نہ تھا اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ..... کیا بدترین تحریف ہے! — خوب سمجھ لیجئے کہ "يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ" کا قطعی مفہوم یہ ہے کہ — "ابا جان جس چیز کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریئے"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لٹا دیا (یہ ہمارا حکم نہیں تھا یونہی تمہارا خیال تھا اس لیے ہم نے تمہیں اور تمہارے بیٹے کو اس نقصان سے بچا لیا) اس لیے کہ جو لوگ ہمارے قوانین کے مطابق حسن کارانہ انداز[۳] سے زندگی بسر کرتے ہیں ہم انہیں اس قسم کے نقصانات سے بچا لیا کرتے ہیں[۴]۔"

۱؎ یہ گویا اللہ میاں کا تبصرہ ہے جو وہ اپنے "سادہ لوح" نبی پر فرما رہا ہے، جب وہ بیچارہ اپنی عقل کے اس امتحان میں فیل ہو گیا جس میں بذریعہ خواب اسے آزمایا گیا تھا!

۲؎ نمعلوم پرویز صاحب کو کس آسمان سے یہ وحی آئی کہ یہ حکمِ خداوندی نہ تھا محض ایک خواب تھا۔ "لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا"!

۳؎ یہ عجیب حسن کارانہ انداز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، جو حکمِ خداوندی نہ تھا اسے حکمِ خدا سمجھ بیٹھے اور بیٹے کی جان کے درپے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی اس "حسن کاری" پر انہیں داد دے رہے ہیں؟

۴؎ اس اقتباس کو پھر پڑھئے اور سوچئے کہ یہ کلام اللہ کی "تفسیر و تشریح" ہو رہی ہے یا "مرمت و ترمیم"؟

؎ احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پاژند! (اقبال)

محدث

کا آئندہ زرِ سالانہ مبلغ ۵۰/ روپے

قیمت فی شمارہ مبلغ ۵/ روپے ہے

قارئین و ایجنسی ہولڈر حضرات نوٹ فرمالیں۔

مینجر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ